

*Ehteraam-i Jazba-i Qaumiyat me
Ba'z Haqa'iq-i Saaniha-i Karbala
se Inkaar: Kya Karbala me
Ahl-i Bayt Ko Loota Nahí Gaya?
Aur Na Unko Qaid Kiya Gaya?*

Author

*Allama Sa'iyid Sibtul Hasan
Fazil-i Hanswi*

*Al-Jawwad [Muharram Number]
1372 AH / 1952 AD*

Banaras

محرم منبہ ۱۳۷۲ ہجری

الحجوات

بنارس

ماہیتا



مستول
فضل حسین (خبر الاقا)
سید

لا ناظف الرحمن الرضوی العمدة جامعہ
موسید الحسن مجتہد صدر صدیقین جو دیر بنار
نکدان

محرم نمبر ۱۳۷۲ھ

ماہنامہ
بنارس
جور

نمبر ۱۰۹

جلد ۳

بابت ماہ
شعبہ واکتوبر

۱۳۷۲ھ

ہدیس

اردو

ایک

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

فہرست مضامین

نمبر

صفحہ

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

فہرست مضامین

نمبر

صفحہ

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

فہرست مضامین

نمبر

صفحہ

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

فہرست مضامین

نمبر

صفحہ

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

احترام جذبہ قومیت میں بعض حقائق ساخنہ کر بلا سوا انکار !

کیا کر بلا میں اہلیت کو لوٹا نہیں گیا؟ اور نہ انکو قید کیا گیا؟

(انرشحات قلم علامہ مولانا الشیخ سبط الحسن الشہیر بالفاضل الہندی)

میں بظاہر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے کو قاتلان حسین کی طرف منسوب کر کے فخر کرے۔ لیکن عراق میں جہاں آل محمد کا خون انتہائی بے دردی سے بہایا گیا۔ ایسے لوگ آج بھی بستے ہیں جو اس پر فخر کرتے ہیں کہ وہ قاتلان حسین کی اولاد ہیں۔ زیادہ عرصہ کی بات نہیں تھوڑے ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ عراق میں "قت العارۃ" کے قریب "نھر الخراف" کے ساحل پر جو عشائر (قبائل) آباد ہیں ایک مرتبہ ان سے کسی بات پر سادات بنی فاطمہ سے اختلاف ہو گیا اس موقع پر اہل عشائر یہ ہوسہ کرتے ہوئے (INFATUATION)

سادات کو قتل کرنے کے لئے نکلے تھے۔

"جن یعرض جہدہ انکصایدہ ای نقہ ریدہ
اسرع جن جہدہ مسرگیہ ای زناد بنو قی
جہد فابہن کہ جہد یک بیلہ ای قتل۔"

جو کا مطلب یہ ہے کہ "تمہارے دادا کے معجزے کے

ظاہر ہونے سے پہلے کہ وہ ہاتھوں کو قطع کر دیں ہماری ہندوق

کی گولیاں تمکو نشانہ بنانے میں زیادہ سرعت سے کام لیں گی۔

ہمیں معلوم نہیں کہ میرے ہی مہر و ص دادا (شہر) نے تمہارے

جد (حسین) سبط رسول اللہ کو قتل کیا ہے۔"

عشائر شط الخراف کے مندرجہ بالا ہوسہ سے

ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ فرزند رسول ص کے خون کو کتنا سبک سمجھتے ہیں۔

تاریخ اسلام کے طالب علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ۱۳۰۰ برس کے عرصہ میں واقعات کو بلا کو پوشیدہ کرنے، اس کی اہمیت کو گھٹانے، اور وہ شدید منظم جو آل محمد پر کر بلا میں وارد کئے گئے ان کو ہلکا کرنے کا مختلف عنوان سے برابر کوششیں کی گئیں۔ نہ صرف گزشتہ دور میں بلکہ عہد حاضر میں بھی جس میں ہم موجود ہیں اگر بلا کے تاریخی واقعہ کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ گزشتہ دور میں اس امر کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا تھا وہ اتنا خطرناک نہ تھا جتنا کہ موجودہ طریق کار ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج شیعوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو ساخنہ کر بلا کے بعض مسلم البشوت تاریخی حقائق کے عدم وقوع کی طرف کبھی کبھی اپنے رجحان کو ظاہر کر دیتے ہیں اور من حیثیت المجرع، جمیع واقعات کو بلا کو جو تاریخی حقائق کی بنا پر تسلیم کئے جا رہے ہیں ان کو یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ واقعات صدیوں کے احتمالات و تصورات (CONCEPTION) کی ایک ارتقائی صورت ہے، یہ پروپیگنڈا صرف سرزمین ہندوپاک ہی میں نہیں بلکہ ممالک عربیہ خصوصاً عراق میں بہت ہی منظم طریقہ سے ہو رہا ہے۔ اس مقصد کیلئے عربوں کا قوم پرست جماعت نے خاموشی کیا تھا راز دارانہ طریق کار اختیار کیا ہے۔ اور عربوں کی عصبیت قومی و دینی انجام مراہم کے لئے معین ہو رہی ہے۔ ابھی تک ہندوستان و پاکستان

یہ ذہنیت صرف آج ہی نہیں ہے بلکہ اس کا وجود ہمیشہ رہا ہے جس کی وجہ سے قتل حسینؑ کو جائز اور قاتلان حسینؑ کے اقدام کو برسر حق و جواب سمجھا گیا۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں :-

انہ قتل بحق فانہ اس ادا .. حسینؑ کو جائز طور پر قتل
ان یشق علیہ المسلمین کیا گیا کیونکہ وہ مسلمانوں کے
ویفرق الجماعة وقد ثبت اتفاق کو ختم کر کے جماعت میں
فی الصحیح عن ابی علی اللہ افریق و اختلاف کرنا چاہتے
علیہ وسلم انہ قال من جاکم حدیث صحیح میں رسول اللہ
وامرکم علی سربل واحد سے منقول ہے کہ آپ نے
ان یفرق جماعتکم فاقتلوه فرمایا ہے اگر مسلمان ایک شخص
قالوا والحسین جاء وامر کی حکومت پر مجتمع ہو جاویں
المسلمین علی سربل واحد بود کوئی دوسرا اختلاف
فاسر ادا ان یفرق جماعتهم کر کے تھا تو جماعت کو پرانگندہ
وقال بعض هؤلاء هو اول کرے تو اس کو قتل کر دو سکتے
خارج خرج فی الاسلام ہیں کہ مسلمان ایک شخص (یزید)
علی ولایة الامر کی خلافت پر مجتمع ہو چکے تھے
(مہاج السنۃ ابن تیمیہ) لیکن حسینؑ نے مسلمانوں کی جماعت
(جلد ۲ صفحہ ۲۴) کو پرانگندہ کرنا چاہا۔ اور

بعض یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے

اول الامر پر خرد وچ کیا وہ حسینؑ ہیں۔

ایسا رجحان رکھنے والے عالم اسلام میں ہر ملک میں پائے جاتے تھے۔ اس لئے امام حسینؑ کا شہید کر دیا جانا جمہور کے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ یہ امر عبد اللہ بن عمر کے ایک قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عراقی فرزند رسولؐ کے خون کو شُبک سمجھتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح ترمذی میں ہے کہ ایک عراقی نے ابن عمرؓ سے یہ پوچھا کہ پشہ کے خون کی دیت کیا ہے ؟ ابن عمرؓ نے بجائے جواب دینے کے سائل سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو ؟ اُس نے جواب دیا کہ میں عراق کا باشندہ ہوں۔ یہ سنکر ابن عمرؓ لوگوں سے کہنے لگے۔

انظر والی ہذا ایسا لئی عن دم البعض وقد قتلوا ابن ابی صلی اللہ علیہ۔ اس مرد کو تو دیکھو کہ پشہ کے خون کے بارے میں

مجھ سے سوال کر رہا ہے۔ حالانکہ انھیں عراقیوں نے فرزند رسولؐ کو قتل کر ڈالا۔ (صواعق محرقة ابن حجر کی صفحہ ۱۱ طبع مصر)

ابن عمرؓ کی گفتگو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جمہور کے نزدیک فرزند رسولؐ کا خون کتنا شُبک تھا، عوام میں اس رجحان کے پیدا ہونے کا سبب دراصل یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ دامام کا تعین اجماع و شور و قہر و غلبہ کے ذریعہ ہونا چاہیے۔ اور اجماع و شور و قہر و غلبہ سے جو خلیفہ متعین ہو جائے وہ صحیح معنوں میں خلیفہ رسولؐ ہو گا۔ جس کے خلاف آواز بلند کرنے والا قابلِ گردن زدنی ہے۔ اسی لئے ابن عربیؒ نے بے دھڑک یہ کہہ دیا کہ قتل الحسین بسیف جبکہ، (کتاب العوام والقوام ابن عربی، مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۱ طبع بیروت علامہ ابن حجر ہتھی کی "ابن عربی" کے اس قول کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :-

انہ قال لہ قتل یزید الحسین .. ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ یزید نے
الا بسیف جبکہ ای بحسب حسینؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ یہ کہ انکے
اعتقادہ الباطل انہ الخلیفہ نانا کی تلوار سے مطلب یہ کہ ابن
والحسین باغ علیہ والبیعة عربی کے اعتقاد باطل میں یزید
مبقت لیزیدی، خلیفہ برحق تھا اور حسینؑ نے اس
(منہج مکہ لابن حجر کی صفحہ ۳۲۱) پر بغاوت کی تھی۔ حالانکہ یزید
طبع ہبہ مصر) کی بیعت خلافت واقع ہو چکی تھی۔

جس سے اختلاف و اخلاف نا جائز تھا۔

یہ عقیدہ صرف ابن عربیؒ کا ذاتی رجحان نہیں ہے بلکہ جمہور امت کے ایسی بنیادی عقیدہ اجماع و قہر و غلبہ کا نتیجہ ہے، علامہ سید آلوسی صفی بغدادی لکھتے ہیں :-

قال ابن جوزی فی کتابہ .. علامہ ابن جوزیؒ اپنی کتاب
س المصلون من الاعتقادات سر المصلون میں لکھتے ہیں کہ جمہور
العامة التي غلبت علی اجماعہ جماعۃ الامت کا یہ اعتقاد ہے
فتسببون الی السنۃ ان یقولوا کہ یزیدؒ راہ صواب پر تھا اور
ان یزید کان علی الصواب حسینؑ نے یزیدؒ پر عروج کر کے
وان الحسین اخطا بالحق و جمہور میں خطا کا ارتکاب کیا (معاذ اللہ)
(تفسیر روح المعانی سید الموسی صفی بغدادی جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۷)

یہی خیال دیگر علمائے اہلسنت ابوشکور سلمیٰ و ابن تیمیہ وغیرہ کا ہے۔ اور موجودہ زمانے کا اموی نواز مورخ اہل سنت الاستاذ شیخ محمد الحنفی مصری بھی اسی رجحان کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

و علی الجملہ فان الحسین
اخلاء خطہ عظیمہ فی تخریبہ
اما الحسین فانہ خالف علی
یزید و قد یالیعہ الناس
و لد نظہ منہ ذالک الجور
ولا العسف عنی اظہار
ہذا الخلاف

”الغرض حسین یزید پر خروج کرنے میں خطا عظیم کے مرتکب ہوئے کیونکہ حسین نے یزید کی مخالفت ایسے وقت کی جبکہ تمام مسلمان اس کی بیعت کر چکے تھے۔ اور اس وقت تک یزید سے کوئی ظلم و سرکشی بھی نہیں ظاہر ہوئی تھی۔“

(محاضرات تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۲۳۵ طبع مصر)
بعض جمہور نے بعد ازاں اس کے کہ ”میر دونوں بیٹے“ یہ مسلک اختیار کیا کہ حضرت سید الشہداء کی شہادت و منطوقی کا اعتراف کر کے یزید کو بھی برسر حق و صواب سمجھا، ابن خلدون اپنے مقدمہ تاریخ میں لکھتا ہے۔

الحسین فیہا شہید و شباب
دھو علی حق و اجتہاد و انصاف
الذین کانوا مع یزید علی
حق ایضا۔

”حسین شہید و شباب اور وہ حق و اجتہاد پر تھے۔ لیکن وہ صحابہ بھی جو یزید کے ساتھ تھے وہ بھی حق و اجتہاد پر تھے۔“

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۹ طبع بیروت)

ولای ذہب بک الفلطان
تقول بتایم ہولاء بمخالفہ
الحسین و فود ہم عن نصیۃ
فاہم اکثر الصحابہ و کانوا
مع یزید۔ (ایضاً ص ۱۸۹)

”دیکھو کہ اس غلطی میں نہ مبتلا ہوتا کہ حسین کی مخالفت کرنے کی وجہ یا ان کی بدد مذکر نے کی وجہ سحران لوگوں کو گنہگار سمجھ لو کیونکہ ان مخالفین

حسین میں زیادہ تر صحابہ تھے جو یزید کے ساتھ تھے۔“

پھر کہتے ہیں۔
اما غیر الحسین من الصحابۃ
الذین کانوا با الحسان و

”لیکن حسین کے علاوہ وہ صحابہ جو حجاز میں تھے اور وہ صحابہ جو

مع یزید بالشام و العراق
ومن التابعین لہم قولوا
ان الحسین مع علی یزید
وان کان قاسقاً لا یجوز
(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۸)

یزید کیساتھ شام و عراق میں تھے اور اسی طرح تابعین بھی یہ سبک سب وہ لوگ تھے جو یزید کو باوجود قاسق سمجھنے کے اس پر خروج کرنا جائز سمجھتے تھے۔“

اسی بنا پر سواد اعظم اہل سنت کا یہ مسلک ہے،
ولا یعزل بالامام بالفسق
والجور لانه قد ظہر
الفسق و انتشل الجور من
الجمۃ و الامر بعد
خلفاء الراشدين السلف
کانوا یفتادون لہم و یقیمون
الجمعة و الاعیاد باذہم
ولا یرون الحسین مع علیہم
ان کا نام لیتے) اور اپن خروج کرنے کو صحیح و درست نہیں سمجھتے تھے۔
(شرح عقائد الامام عمر التفسی لعلامہ التفتازانی ص ۱۸۹ طبع الوار فہرزی لکھنؤ)

خالص سنی نقطہ نظر کی بنا پر یہ وہ رجحانات ہیں جو صرف اہل سنت ہی کو شہادت حسینی کے خلاف برانگیختہ کرتے رہے شیعوں کے دل و دماغ اس سے نہیں متاثر ہو سکتے تھے، لیکن عصر حاضر میں جبکہ ”وطنیت و قومیت“ نے ”دین و مذہب“ کی جگہ لے لی ہے اور ”دین و مذہب“ کے مقابلہ میں ”وطنیت و قومیت“ کو اولیت کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔
”مقتل حسین کا مطالعہ بھی نوجوانان عرب“ ”وطنیت و قومیت“ کی غینک لگا کر کر رہے ہیں۔ آج عراق کے شیعہ دسی طلباء کو ایک مشترک قومی و وطنی نقطہ نظر سے واقعات کر بلا کا مطالعہ کرنے کی گہترین دی جا رہی ہے۔ اب ان نوجوانوں کو سبق پڑھا کر یہ ذہن نشین کرایا جا رہا ہے۔ کہ

الہاشمیون و الامویون اجل اذنا
و ہم منافق اخر ہم کلہم علی
اختلاف در جاتہم و حسناتہم
عاشوانی و یاسرنا و اذا

”بتی ہاشم اور بنی امیہ یہ دونوں ہمارے اجداد ہیں اور یہ لوگ ہم عربوں ہیں اور یہ ہمارے بستیوں میں آباد تھے۔ اگرچہ لوگ

افراق و اختلاف کا جو ملت عرب میں امام حسین نے پیدا کرنا چاہا تھا اور قوم عرب کی تاریخ میں امام علیہ السلام کے اس اقدام و موقف کو بغاوت و فتنہ سے تعبیر کر کے گا۔ عیا کہ اسی کتاب میں یمن حکومت یزید بتلایا گیا

حدث فی ایامہ ثلاث فتن
الاولی ثورۃ العلویین
بقیادۃ الحسین و قیامہم
علی الامویین وہی مظہر
من مظاہر النزاع القدیم
الذی ولد فی الجاہلیۃ
و تقوی بعد الاسلام و کلا
من مظاہرہ النزاع علی
الخلافتۃ بعد وفاتہ للنبی
و النزاع بین علی و معاویہ
” و فی ہذہ الفتن منکث
دعاء العرب و تفرقت
الامۃ الی شیع —
” و لم یکن قتل الحسین
یقبح الفتن علی فراوت
الفتن اشتعالاً “
تاریخ الامۃ العربیہ
ص ۱۱۱ (۱۱۱)

”یزید کے زمانہ خلافت میں تین فتنے رونما ہوئے۔ پہلے اولاد علی کی بغاوت جو امام حسین کی قیادت میں امویوں کے خلاف ہوئی دراصل یہ زمانہ جاہلیت کی پیدا شدہ قیدی نزاع کی ایک شکل تھی جس میں بعد اسلام قوت پیدا ہو گئی۔ اسی طرح عہد اسلام میں بعد وفات رسول خلافت کا جھگڑا، اور وہ متنازعیت جو علی اور معاویہ کے درمیان تھی یہ سب کے سب زمانہ جاہلیت کے جھگڑے کے مختلف پرتوں اور مظاہر ہیں۔

”ان فتنوں میں عربوں کا خون بہایا گیا۔ اور ملت عرب میں تفرقہ ہو گیا۔“

”قتل حسین سے فتنہ فرو نہیں ہوا بلکہ فتنہ کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔“

مندرجہ بالا تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ نجف و کوفہ کے قریب جو شیعی قبائل آباد ہیں ان میں ایک ادیب ”معین البجلی“ ایسا قوم پرست منکر پیدا ہوتا ہے جو اپنے فکر و ادب سے دیں و مذہب کے خلاف زہر افشانی کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب ”فی البصیۃ“ میں لکھتا ہے۔

این نکلون نحن و نحن عرب
قبل انکلون ای شئی و این
نکلون نحن نحن نفعتنق
المبادی القرمیۃ المتحرقة
من حن افات المذہب

”ہم کہیں بھی ہوں لیکن کچھ اور ہونے سے پہلے ہم عرب ہیں ہم کہیں بھی ہوں لیکن ہم اپنے ایسے قومی مبادیات کے طبقہ بگوشی رہیں گے جو مذہب کو خرافات مذہب کے نجات لاکر

دس سنا شیئاً عن اختلافنا ہم
فانما نقصد من ذلک العبرۃ
حتی نتحقق مصادر الخلاف فلا
نقع فیہ فنیقی ما فظین علی
جامعتنا القومیۃ العربیہ
ہما اختلافنا نحن عرب
قبل کل شئی و غایتنا جمع کلمۃ
العرب و شعارسنا باسم
العرب بخبی و باسم العرب
نموت “ ففحن فی عہد تفاق
فید کل امۃ بقومیۃھا و تقالیھا
(تاریخ الامۃ العربیہ تالیف و رویش
المقدادی ص ۱۵۱ و ص ۱۶ طبع
مطبعة الحكومة البغداد)

اس لئے کہ ہم سب سے پہلے کچھ اور ہونے سے

قبل ”عرب“ ہیں اور ہمارا مقصد عربوں کا

اتحاد ہے اور ہمارا اشار قومی (MOTD, EMBLEM)

یہ ہے ”عرب کے نام پر ہم زندہ ہیں اور عربیہ

کے نام پر ہماری موت ہے“ اس لئے کہ یہ زمانہ

میں ہیں جبکہ ہر قوم اپنی قومیت و روایات قومی

پر فخر کرتی ہے۔

”تاریخ الامۃ العربیہ“ جس کا حوالہ میں نے دیا ہے یہ ایک ایسی کتاب

ہے جو وزارت تعلیم حکومت عراق کی طرف سے مدارس ثانوی میں داخل

نصاب ہے جس کو عراق کا شیوہ نوجوان اپنے درس میں پڑھتا ہے، اب

عراق کا شیوہ نوجوان اپنی قومی تعلیم سے متاثر ہو کر شیعہ پر فخر کر رہا

اور ان کا جذبہ قومی شہر و یزید کو کینیت عرب ہونے کے قابل احترام

و افتخار سمجھ گا۔ اور یزید بن معاویہ کی حکومت کو خالص عربی حکومت سمجھ

کر امام حسین کے اختلاف کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھے گا۔ بلکہ اس

سلسلہ میں حضرت کے اقدام کو قوم عرب میں افراق و الجری کا سبب قرار دے گا۔ اور یہ سمجھ گا کہ کربلا کا سانحہ دراصل یہ پاداش ہے اس

والمنطلقة نحو الحریة والشکو
القومی —

ماذا نكون نحن ونحن احزاب
مطلقون من کل قید مذہبی
یشقت العرب ویصنع
حد تم ماذا نكون غیر
ان تعتقد باننا لظاهر بالتعصب
الذہبی فی ائی ضروب
والوانه ان هو الا متحد سلف
للکرامۃ العربیۃ والشعور
القومی وان الا طعن مود
بالروح العربی والذہن
القومی وان هو الا تعصب
اھوج وتقلب ساد فی فح
بصاحبہ الی بغض العرب
والتعصب علیہم

(فی البصرۃ ص ۱۰۸ طبع بغداد)

”صنع العجلی“ بلاد عرب میں یہودیوں کی طرح عجیوں کو آسورہ
حال نہیں دیکھنا چاہتا، وہ مقامات مقدسہ نجف و کربلا و کاظمین میں
کسی عجمی کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ ان مقدس
شہروں میں ان کو شہری حقوق و آزادی حاصل ہو۔ بلکہ وہ عجیوں کو
مقامات مقدسہ سے نکال دینا چاہتا ہے۔ اور اس امر کے لئے وہ جمیت
عرب سے پر زور اپیل کرتا ہے (فی البصرۃ ص ۱۰۸، ۱۰۹)

وہ ان مقامات مقدسہ کو خالص عربی روح سے خالی پاتا ہے ان
مقدس شہروں میں وہ ایسے روایات و روایات کو رائج و شائع دیکھتا
ہے جن کو وہ عز و قومیت کے منافی سمجھتا ہے اس لئے وہ ان کو مٹانا
چاہتا ہے (فی البصرۃ) اور باوجودیکہ وہ بظاہر شیعہ مگر اسے نہیں بدرا
ہوا ہے لیکن چونکہ اس کی ذہنی تربیت و فکر کا نشوونما دین و مذہب
کے خلاف ”وہلینیت و قومیت“ کے اصول پر ہوئی ہے اس لئے
جائے ان مقامات مقدسہ سے مٹا دینا چاہتا ہے کہ وہ نجف کا زبیر

جو بصرہ کے قریب ہے اور جہاں زبیر بن العوام کی قبر ہے اس کی
طرف وہ زیادہ مائل ہو رہا ہے۔

لان الذہبیۃ عربیۃ
محضۃ فلا بد ان یکون
لھا حصۃ من ہذا الاتجاه
القومی الذی یسوقنی الی
التعلق بکل شیء عربی فلا
بد من ان ازور الذہبیۃ
والذہبیۃ عربیۃ تحت
والذہبیۃ عربیۃ تظہر فہو
المن ایما العربیۃ العربیۃ
فی السمود والرفیع
اجل فالذہبیۃ عربیۃ ولذا
أحن الیہا کما أحن الی ای
مکان فی بلاد الصناد والذہبیۃ
عربیۃ ولذا افانا مسئول
امام ضعیفی العربی ان
أحدث عنہا وعن عربیہا
ومسئول ان احتر و صہا
داخلہا فی المکان الذی
اضع فیہ صورۃ کل جزء
من اجزاء البلاد العربیۃ
وہو قلبی و عقلی و عواطفی
وکل شیء فی کئیاتی، والذہبیۃ
عربیۃ ولذا یجب ان اری
السلطانیت عن کل شیء
لیس لہ عربی کا لظاہرۃ المذہبیۃ
و غیرہا من الافکار المذہبیۃ
والامل فاعالی العیاء المذہبیۃ
تسبب تشویش سمعۃ العرب

”کیونکہ بلکہ زبیر خالص عربی مگر ہے
اس لئے یہ ضروری ہے کہ قومی سر بلندی
دوقار میں اس کا حصہ ہو۔ جس سے
مجھے دل لگاؤ ہے اس بنا پر ضروری
ہو کہ میں بلکہ زبیر کی زیارت کروں۔
زبیر خالص عرب آبادی ہے جس کے
باشندے عرب ہیں جن میں رفعت
و بلندی کے گہرے آثار بڑی طرح پا
جستہ ہیں۔ بیشک زبیر کی آبادی
عربی ہے اس لئے میں اس کی طرف
مشتاق ہوتا ہوں جیسا کہ کسی عربی شہر
کی طرف کشش ہو چونکہ زبیر عربی بلد
ہے اس لئے میں اپنے عربی ضمیر کے ساتھ
جوابدہ ہوں گا اگر اس بلد عرب کی تو
نہ کروں اسی طرح اگر اس بلد عرب کی
عزت و احترام میں کمی کر دوں تب بھی
جوابدہ ہوں گا۔ ایسے مکان میں وارد
ہو رہا ہوں جس میں بلاد عربیہ کے ہر
خطہ اور حصے کو لاکر رکھ دوں، یہ
مقام میرا قلب و دل، عقل و فکر،
جذبات اور خواہشیں اور ہر وہ شے
ہے جو میری طبیعت و فطرت میں ہے
زبیر چونکہ بلد عربی ہے اس لئے یہاں
کے لوگوں کو ہر شے سے بلند دیکھنا چاہیے
ہوں۔ یہاں کے لوگ ایسے عربی
نہیں ہیں جیسے کہ مذہبی گروہ و اسل
عرب میں جنہ کے افکار و روایات
اور گورائے ذرا کل عرب کی شہرت

ونیک نامی کو ختم کر کے اسکی بدنامی کا سبب ہیں۔
 معین العجلی کے اس بلد میں "درستہ النجات" نامی ایک تعلیم گاہ
 بھی ہے، یہ کیا ہے۔
 وتختلف هذه المدرسة
 عن جميع المدارس العربية
 في العراق بكونها تدرس
 فيها الوحدة العربية
 وتحفظ فيها الشعر الذي
 يتفنن مفاخر العرب
 واجدادهم۔ والى
 جانب هذا يدرى فيها
 الطالب على اساس
 التربية الاسلامية الصحيحة
 والمنطبقة على الصور
 الرفيعة التي تلتزم فيها
 القوانين الخلقية العربية۔
 (فی المهره ص ۴۲)

یہی وہ سرزمین ہے جہاں تاریخ اسلام کو بھی "قومیا" جا رہا ہے۔ (اس جدید اخباری لفظ کو استعمال کرنے پر ناظرین معاف کریں گے) یعنی ایسے تاریخی واقعات و حقائق کے انکار کرنے کی تحریک چلائی جا رہی ہے جو قوم عرب کے لئے باعث عار و شرم ہیں۔ چنانچہ وحدت عربیہ کے لئے جووشی بنیادی لائحہ عمل مقرر کئے گئے ہیں ان میں تیسرا لائحہ عمل یہ ہے :-

ثالثاً، تغليب التاريخ العربي
 بحسب جميع الكتب المتضمنة
 للمطالب والتقائق والمحة
 لسيب الشعوبيين و
 المعرضين، ومعاينة جميع
 مصونها، وباتخاذها
 لهذا الكتب التي تقدم في

الكتاب العربية وتوجد
 الخلاف المذہبی بین العرب
 تحفظ الذہن العربی من
 كل أثر سئ من الاثاسا
 التي خضع لها هذا الوطن
 الطویل، (فی المهره ص ۴۲) وجوہ ہے۔ تلف و برباد کر کے ہم
 عربی دل و دماغ اور اس کے ذہن کو ہر ایسے برے
 اثر سے محفوظ کرنے میں کامیاب ہوں گے جسکو زمانہ
 طویل سے قبول کرنے پر ہم راضی تھے۔

منجملہ دیگر امور کے سانچہ کر بلا بھی ہے جو عربوں کی ذلت و رسوائی کیلئے
 کلنگ کاٹیکہ ہے۔۔۔۔۔ رسول اللہ کے مشہور صحابی زید بن ارقم
 نے جب امام حسینؑ کی شہادت کو سنا تو ابن زیاد کے بھرے دربار میں یہ
 کہنے لگے،

"انتہم العییل بعد الیوم۔" آج سے اسے قوم عرب تم سب غلام
 قتلتہم ابن فاطمہ۔۔۔۔۔ ہو گئے۔ فرزند فاطمہؑ کو تم نے قتل
 فبعد المن رضی بالذلة کردیا۔ دئے ہو اس پر جو اس
 ذلت و رسوائی پر راضی ہو۔۔۔۔۔

تاریخ الطبری محمد بن جریر جلد ۶ ص ۲۶۲ طبع مصر۔ مقتل الخواری
 جلد دوم ص ۱۱ طبع عراق، صواعق محرقة ابن حجر کی ص ۱۱ طبع مصر
 عمرو بن لُحجہ کا یہ قول تھا "ان اول ذل دخل العرب
 قتل الحسین بن علیؑ" سب سے پہلے ذلت جو عرب میں داخل ہوئی
 وہ امام حسینؑ کا واقعہ قتل ہے۔ (مقتل الخواری جلد ۲ ص ۴۶)
 أم المؤمنين حضرت ام سلمہؓ نے جب امام حسینؑ کی شہادت کو سنا تو
 "لعنت اهل العراق" تو آپ نے اہل عراق پر لعنت فرمائی۔
 (مقتل الحسین الخواری جلد ۲ ص ۱۱) سلیمان بن قتیبہ عدوی تابعی
 کہتا ہے :-

وان قتل الطيف من آل هاشم
 اذل، قاب المسلمين فن لست
 (دیوان حماسہ ابو تمام اللطانی باب المرائی۔ تذکرہ کاتب ابن جوری)
 غار و ذلت کے اس بدنامی کو کیونکر دھویا جائے؟ یہ ایک

ایسی فکر ہے جو وطن پرست عربوں کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے۔ (اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے "وحدت عربیہ" کے دستور العمل میں یہ پروگرام بھی داخل ہے کہ عربی تاریخ سے وہ ایسے واقعات کو مٹا دیں جو ان کی قوم و ملت کی ذلت و رسوائی کا سبب ہیں مجموعی طور سے سانحہ کربلا سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس لئے سوچ سمجھ کر پہلا قدم اس طرح اٹھایا ہے کہ سب سے پہلے بعد شہادت کے واقعات ظلم سے انکار کیا جاوے، چنانچہ نہایت ہی رازدار کی کیا تھی آج عراق میں یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اہلبیتؑ و محدثات اسیر بلا نہیں ہوئے اور نہ ان کے ساتھ وہ مظالم برتے گئے۔ جو بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ سب غلط واقعات ہیں جن کو شعوبی جماعت نے شہرت دیدی ہے یہ واقعات اہلبیتؑ کی جلالت شان کے منافی ہیں۔ کبھی بھی ان پر ایسے مظالم نہیں وارد ہو سکتے تھے۔ اس تحریک کو بہت ہی ہوشیاری سے شروع کیا گیا کہ کربلا و نجف کے بعض اہل دین راسخین العلی کی زبان میں السطائفۃ الملنہ (دھبیہ) بھی اس فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جو بعض ہندوستانی زائرین کو بھی اپنے رجحانات سے متاثر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ محمود آباد کے ایک پر خلوص مقامی ڈاکٹر صاحب جو حال ہی میں زیارت عتبات سے مشرف ہو کر واپس ہوئے ہیں وہ بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو کر پلٹے۔ اور اب وہ حیات اہلبیتؑ کا لوٹ لیا جانا، محدثات کی چادر و اور زیورات کا چھین لینا، اور گرفتاری و اسیری کے واقعات کو بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ کیونکہ موصوف کو یہ باور ہو گیا ہے۔ کہ یہ واقعات صحیح نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ وقار کچی واقعات ہیں جن سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چند قابل اعتماد و معتبر مورخین کے بیانات قابل ملاحظہ ہیں۔

مورخ ابن دافع یعقوبی متوفی ۳۸۵ھ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے، "وانتھبوا مضاربہ وابتدوا حرمہ" حضرت کے خیمہ و اہل حم کو اشتیاق نے ٹوٹ لیا۔ کمال الدین محمد بن طلحہ السافعی لکھتا ہے "ودخلوا علی حرمہ فاسلبوا بذھم" اشتیاقیوں نے داخل ہو گئے اور اہل حرم کے سامان و لباس کو لوٹ لیا۔ (مطالب اسکول، ص ۲۵۹) مورخ طبری

لکھتا ہے: —

وما ل الناس علی المودس والخلل والابل وانثھوها قال وما ل الناس علی نساء الحسین وثقلہ ومتاعہ فان كانت المداۃ لتنازع توھا عن ظھرها حتی تغلب علیہ فیلذهب بہ مٹھا۔

یہ اشتیاق ورس (زعفران) پوشاک و لباس اور اونٹوں کی طرف متوجہ ہوئے اور سب چیزیں لوٹ لے گئے۔ ان لوگوں نے امام حسینؑ کے اہل حرم و مال و متاع کو لٹا حالت یہ تھی کہ ایک بی بی کے سر سے کوئی چادر اتارتا تھا تو دوسرا اس سے پھین لیتا تھا۔

(تاریخ الامم والملوک جلد ۶ ص ۲۶ طبع مصر)

مورخ ابن اثیر الحزری نے بھی یہی لکھا ہے: —

وفھوا ثقلہ ومتاعہ وما ل الناس حتی ان كانت المداۃ لتنازع توھا من ظھرها فیوحن مٹھا۔

یہ اشتیاق نے حضرتؑ کا تمام سامان و اسباب لوٹ لیا۔ اور جو کچھ عورتوں کے جسم پر تھا اُسے بھی لے لیا حالت یہ تھی کہ اگر کوئی کسی بی بی کی چادر کو

(تاریخ کامل ابن اثیر) اتار لیتا تھا تو اس سے دوسرا پھین لیتا۔ علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشیرازی الشافعی کا بھی یہی بیان ہے: —

وما ل الناس علی منزلہ فانثھوا ثقلہ ومتاعہ وما ل الناس کتاب التھافت بحب الاشراف ص ۱ طبع مصر

یہ لوگ ضیو نہیں در آئے، تمام مال و اسباب اور وہ چیزیں جو عورتوں کے جسم پر تھیں وہ سب لوٹ لیا۔

اخطب الخطباء ابوالمود الموفق بن احمد المکی لکھتے ہیں: —

واقبل الاعداء حتی اھتدوا بالحنیمہ وھم شمس بن ذی فقال ادخلوا فاسلبوا بزھن فدخل القوم فاحذوا کل ما کان بالحنیمہ حتی افضوا الی قرط کان فی اذن ام کلثم

شہادت امامؑ کے بعد دشمنوں نے ہتھیار چھین کر شمس بن ذی کی قیادت میں داخل ہوئے اور ہتھیاروں سے ہتھیاروں کو لٹا لیا۔ ان لوگوں نے حکم دیا کہ حنیمہ میں گھس کر ہتھیاروں کے لباس و سامان کو لوٹ لو۔ پس یہ سب حنیمہ میں داخل ہو گئے اور جو کچھ حنیمہ میں تھا وہ سب

اخت الحسنین فاخذوه وخرموا
اذنھا حتی كانت المرأة لتنازع
ثوبھا علی ظھرھا حتی تغلب علیہ
واخذت قیس بن الاشعث قطیفة
للحسین کان یجلس علیھا فسمی
لذلك قیس قطیفة واخذت علیہ
رجل من الاسر ذی قال له الاسود
ثم مال الناس علی الارس وایل
والابل فانتهدوا۔

(مقتل الحسین النوار زمی جلد ۲ ص ۳۸)

(طبع بغداد)

مشہور ہو گیا۔ اور اسود ازدی نے حضرت کی نعلین

لے لی۔ اس کے بعد یہ اشقیار ورس (زرعفران) گھوڑے

اونٹ کو لوٹنے کی طرف متوجہ ہوئے۔

علامہ ابوالحق اسفرائینی لکھتے ہیں :-

قال ودونکم والخیام انتھبوا
فدخلوا وجعلوا یسلبون ماعی
الحسین والاطفال من اللباس
ثم قطعوا الخیام بالسیدون فخر
ام کلثوم وقالت یا ابن سعد
یحکم بیننا و بینک ویمحک
شفاعۃ جدنا ولا یستقیف من
حوضہ کما فعلت بنا واموت
بقال سبط الرسول ولم ترحم
صبیاناہ ولم تشفق علی نسائہ
فلم یلتفت الیھا قالت زینب
اخت الحسین کنا ذلک الوقت
جلوسا فی الخیام اذ دخل علینا
رجال اذرت العیون فاخذ
کل ما کان فی حیمتنا التی کنا

مجمعین فیھا ثم نظر الی
علی الصغیر بن الحسن
وهو مطروح علی قطعة
من الادیم فخن بھا من تحتہ
وسماک علی الاسر من ثم
اخذت قناعی من سراسی
ونظر الی قرط کان فی اذنی
فعالجہ وقرضہ باسنانہ
فخرم اذنی ونزعہ وجعل
الدم یسیل علی ثیابی وهو
مع ذلک یبکی ثم نظر

الی خلخال کان فی سرجی
فاطمة الصغری فجعل یعاجلھا
حتی کسرھا وخرج الخلخال
منھما فقال لہ تسلبنا
وانت تبکی فقال ابکی
لما حل بکم یا اهل البیت
قالت من ینب فحقق العرق
من وجع اذنی وبکاء فاطمة
(لور العین فی مقتل الحسین ص ۳۸)

(طبع مصر)

بجوں پر تو نے رحم نہیں کیا اور نہ
ان کی عورتوں کے ساتھ نرمی و
مہربانی برتی، ابن سعد خاموش
سنتا رہا اور ان معطرہ کی آہ
و فریاد کی طرف نہیں ملتفت ہوا
امام حسین کی ہمیشہ جناب زینب
فرماتی ہیں کہ ہم سب جینے میں بیٹھے
ہوئے تھے کہ کچھ ایسے لوگ جو
کبود چشم تھے جینہ میں بے محابا
گھس آئے اور ہمارے جینہ میں
جو کچھ نال و اسباب تھا وہ سب
لوٹ لیا۔ امام زین العابدین علیہ
السلام کھال پر پڑے ہوئے تھے
اس کو بھی ان غارت گردوں کی گھسیٹ
لیا اور بیمار کو خاک پر ڈال دیا اسکے
بعد میرے سر سے چادر اتار لی جب
اس کی نظر میرے کانوں کے گوشواروں
پر پڑی تو اس نے اس کو گھسیٹا
اور دانٹوں سے کاٹ لیا جس سے
میرے کان زخمی ہو گئے۔ اور خون
کپڑوں پر بہنے لگا۔ اس ظلم کے باوجود

وہ روتا بھی جاتا تھا۔ اس کے بعد اس کی نظر فاطمہ صغریٰ
کے پیروں کے خلخال پر پڑی اس کو بھی گھسیٹنے لگا پتاں تک
کہ اس کو توڑ کر اتار لیا۔ فاطمہ صغریٰ نے فرمایا تو ہمیں
لوٹ رہا ہے اور روتا بھی جاتا ہے، اس نے کہا اس
اہلبیت جو مصیبت تم پر پڑی ہے اس پر روتا ہوں
جناب زینب فرماتی ہیں کہ کانوں کے درد اور فاطمہ صغریٰ
کے رونے کی وجہ سے میں خود بے اختیار روئے لگی۔

جناب سید ابن طاووس کتاب الہوت میں فرماتے ہیں :-
و سابق القوم علی فھب و قوم اشقیاء آل رسول داود و بنو

بیعت آل الرسول وقرع عین زہراء
البتول حتی جعلوا یندعون طحفة
المرثیة عن ظهرها وخرج بنات
آل رسول الله وحریمہ بیعتہ
علی البکاء وبنی بنی اہل الحیاة
والاحباء وراوی حمید بن
مسلم قال سألت امرئہ من
بنی بکر بن وائل کانت مع
نہ وجمہانی اصحاب عمر بن
سعد فلما سرات القوم
قد اقموا علی نساء الحسن
فی فسطاطھن وھم یسلونھن
اخذت سیفا و اقبلت نحو
الفسطاط و قالت یا آل بکر
بن وائل الصلب ہنات رسول
رسول الله لا یحکم الا الله یا
نساء رسول الله فاخذھا
شر وجمھا وراھا الی سحلہ
قال ثم اخرج النساء من الخیمۃ
واشعلوا فیھا النار فخرجن
ھو اسر مسلمات حامیات
باکیات یمشین سیایا
اسر الذالۃ
لا یلھون علی قتل الطفوف

لگا دی اور شعلہ بھڑکی اٹھی۔ بی بیوں لٹی ہوئی اسر
برہنہ، تنگے پیر روتی ہوئی، ذلت و خواری کی اسیری
میں پیادہ چلی جاتی تھیں۔

الہیت کو اس طرح لٹا تھا کہ کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ جناب فاطمہ
بنت الحسین نے ان الفاظ میں یزید کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا
قالت والله ما ترک لنا خرص، خدا کا تم غار ٹھکرانے

ایک ہالی (یا ذرا سی چیز) بھی ہمارے پاس نہ چھوڑی سب لوٹ لیا۔
[الحسین الکتاب الثانی علی جلال المصنوع ص ۷۷ طبع مصر]
[الخرص، حلقۃ الذهب والفضہ وغیرہما از قسم زیور سونے
یا چاندی کا ہالی المتجدد قاموس میں ہے ما یمثل حش صا اسی
شئیاً زرا کثیر بھی ملکیت میں نہیں آ یہ ہیں لوٹ اور غارتگری
کے مخمور واقعات و حالات جنگو عرب وغیر عرب مورخین سب لکھا ہے
اور جن کے تفصیلات فریقین کہ مصنفات و کتب مقاتل میں پائے جاتے
ہیں۔ اور جدید الفکر عرب مصنفین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ
مصر حاضر کا مشہور مورخ و مفکر، ادیب و نقاد عباس محمود العقاد
جس کی عظمت کا اعتراف معن العجلی ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

ان الاستاذ العقاد امام من
امۃ الفکر فی هذا العصر
مدرسة خاصة واسلوب
عال و اسراء متبکرة فی النقل
والاجتماع۔۔۔ وھو اکتب
العرب فی الوقت الحاضر
وہ موجود زمانہ میں عربوں میں سب سے بڑے

مصنف ہیں۔۔۔ (فی البقرة ص ۲)

عہد حاضر کا یہ سب سے بڑا نقاد و مصنف بھی یزیدیوں کی غارتگری کا
کا ان الفاظ میں معترف ہے۔

دکان حق الاحیاء اما لوجینا
حیث قلنا انھا طر فان متنا
قضان و انھا حارب بنی اشرف
صافی الانسان و ادفع صافی
الانسان، فینما کان ابن جل
فی عسکر الحسین یفھض من
بین الموتی ولا یضن بالو مت
الاخیر فی سبیل ایمانہ،
اذا بالآخرین یقتربون
اسواء المائیم فی سرا یمهم

میں اپنے اصل موضوع و مطلب
کے متعلق جب یہ کہتا ہوں کہ یہ
دولوں (حسینی و یزیدی) گروہ
ایک دوسرے کے بالکل ضد تھے
تو میرا یہ کہنا بطور حقیقت ہے
مجاز نہیں ہے۔ دراصل معرکہ
کربلا درمیان میں دو ایسی جماعتوں
کے تھا جن میں سے ایک جماعت
اشرف انسانیت ہے اور دوسری
جماعت وہ ہے جو انسانیت میں

قبل رائی غیر ہم من اجل
غنیمة نعینة لا تمن ولا تقنی
من جوع فلو كان کل ما
فی عسک الحسین ذہبا
ودسرا اما أغنی عنهم شیئا
دھم قر ابقہ اربعة الآف
ولکھم ما استیقنوا بالحق
قبل ان یسلم الحسین نفسه
الاعزیر حتی کان ہمہم الی
الاسلاب یطلبوھا حیث ھو
قال عوا النساء من بیت رسول
اللہ ینا سر عھن الی والشیاب
القی علی اجسادھن لایزھم
عن مائات رسول اللہ
واسرع من دین او مروت
والقلبوا الی جنة الحسین
یتخطفون ساعی علیہن کلہم
راؤ الشہداء ام اساذ الوقاد
منہم (اداب ص ۷۷)

کی شہادت ہے پہلے یہ لوگ انجام سے بے خبر تھے اور
عاقبت کا یقین نہ تھا۔ اسی لئے ان کو لوٹ کی فکر تھی
جہاں بھی لوٹ کا مال ہے وہ غارتگر کے لئے آزاد ہے
اس لئے وہ بجلت تمام خاندان رسالت کی عورتوں
کو بوٹنے لگے بھیت پر سے اور ان کے جموں سے
لباس و زیور کو لوٹنے لگے۔ ان کے دین و مروت نے
بھی انھیں عورت رسول کو ضایع و برباد کرنے سے
باز نہیں رکھا۔ اس کے بعد وہ امام حسین کے جسم مبارک
کی طرف متوجہ ہوئے اور لباس اتار لیا۔

یوں ہی بعد شہادت امام مظلوم آپ کے اہلبیت کا اسیر کو لیا جانا اور
محول قیدیوں کی طرح تھمیر کر کوفہ و شام لے جایا جانا ایسا واقعہ ہے

جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جاسکتا، آج تک ان واقعات سے کسی
بھی انکار نہیں کیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام و دیگر اس کے اہلبیت
کے احتجاجات و خطب و اشعار جو بازار کوفہ و شام اور دربار بنی ہاشم
و زید اور بعد رہا کی مدینہ پہنچ کر ہوئے ہیں ان سب میں خاص طریقہ
اس ظلم و جور کا تذکرہ ان حضرات نے فرمایا ہے۔ اسی طرح آئمہ معصومین
علیہم السلام کی احادیث وارشادات میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ علاوہ
ازیں اموی و عباسی عہد کے شعراء عرب کی ایک کثیر تعداد ہے جنھوں نے
اپنے اشعار و سران میں اسیری اہلبیت و منظام بعد شہادت کو نظم کیا ہے
شعراء عرب کا ان منظام کا نظم کرنا بھی ایک ایسی شہادت ہے جسکو کسی طرح
تقر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ تاریخ عرب کی تدوین و تالیف میں
اشعار عرب کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ "الشعر دیوان العرب" تو مشہور
ہی ہے۔ صرف اس کے اہلبیت ہی نے اپنی اسیری پر مزید کے سانسے
احتجاج نہیں کیا تھا۔ بلکہ بنی ہاشم کے دوسرے بزرگوں نے جن پر براہ راست
یہ مصیبت نہیں پڑی تھی انھوں نے بھی اس ظلم پر مزید سے احتجاج کیا۔
چنانچہ عبداللہ بن عباس نے اپنے ایک خط میں جو زید کو تحریر کیا تھا۔
یہ احتجاج کیا تھا کہ تو نے مہذبات بیت رسالت کو شل ان غلام و خدیو
کے جو شہر بھر بیچنے کے لئے لے جاسکے جاتے ہیں اسیر و قیدی بنایا جیسا کہ
مورخ ابن واضح یعقوبی متوفی ۳۸۰ھ نے لکھا ہے کہ جب
زید کو یہ جرم معلوم ہوا کہ ابن عباس نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرنے سے
انکار کر دیا ہے تو وہ ابن عباس سے بہت خوش ہوا۔ اور ایک خط میں
محض رطوف و عنایت کا اظہار کیا ابن عباس کو لکھا اس میں یہ بھی تحریر تھا
کہ ابن زبیر کی بیعت سے انکار کر کے آپ نے وفاداری کی اور ہمارے
محبت کا ثبوت دیا۔ اس خط کا جواب ابن عباس نے زید کو بہت کثرت
ازخاف میں دیا۔ اور کہ بلاشبہ خاندان رسالت پر جو منظام اس نے ڈھائے
تھے ان کو کھٹک یہ ظاہر کیا کہ ایسا شخص محبت کے قابل ہے، اس امر کا
مشقی ہے کہ اس کے ساتھ وفاداری کیجاسے یہ اس خط میں عبداللہ بن
عباس تحریر فرماتے ہیں:۔

و من العجب العجیب انہ اور انتہائی حیرناک امر یہ ہے جن کا
وما عشتہ اسراش العالی تصور میں نہیں کیا جاسکتا تھا کہ تو نے
العجب حدیث بیات عبد المطلب و خزان عبد المطلب اور ان کے

وعلیہ صغیراً من ولدہ
ایک بالشام کا سببی محبوب
تیری انک تھی تیرا و انک نام
علینا (تاریخ یعقوبی جلد دوم
ص ۲۹۷ جرمین ایڈیشن)
چھوٹے بچوں کو قید کر کے مثل اسے
غلام اور کنیزوں کے جو شہر بہ شہر
بیچنے کے لئے لے جاتے ہیں کر بلا
سے شام اپنے پاس تشیر کر کے طلب
کیا۔ تو نے لوگوں کو یہ دکھانا چاہا کہ

تو ہم پر غالب آگیا اور تو نے ہم پر حکومت کر لی۔

اس مراسلت کا تذکرہ مورخ ابن اثیر الجہری نے اپنی تاریخ الکامل
جلد چارم ص ۳۷ طبع مصر، المؤید موفق بن احمد کی اخطب حوازم نے
مقتل الحنین جلد دوم طبع عراق اور علامہ سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص
الامہ میں واقعی ابن ہشام، ابن الحنفی وغیرہم ارباب سیر و تواریخ کے
حوالہ سے کیا ہے۔ سبط ابن الجوزی نے عبد اللہ ابن عباس کے جو الفاظ
فعل کئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

یا یزید وان اعظم الشاۃ
حلک بنات رسول اللہ و
اطفالہ و حرمہ من العراق
الی الشام اساری مجلوبین
مسلوبین تدری الناس قد ترک
علینا و انک تھی تیرا و استولیت
علی آل رسول اللہ
تذکرہ خواص الامہ علامہ
سبط ابن الجوزی ص ۱۸۱
اے یزید اعظم الشاۃ
کہ تو نے دختران رسول خدا اور انکے
بچوں اور الحرم کو لٹا ہوا برہنہ
ایسے غلاموں اور کنیزوں کی طرح
جو ایک شہر سے دوسرے شہر
بیچنے کے لئے لے جاتے ہیں
ہنات ذلت و رسوائی کے ساتھ
مقتد و اسیر کو کے عراق سے شام
اپنے پاس طلب کیا تو نے اپنے

ان مظالم سے لوگوں کو یہ دکھانا چاہا کہ ہم پر غالب

آگیا۔ اور تو نے ہم کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ اور تیری

حکومت آل رسول پر مستحکم ہو گئی۔

عبد اللہ ابن عباس نے اپنے خط میں یزید کے ان جرائم کا تذکرہ
کیا ہے جس سے وہ کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ یزید اپنے
فرد جرائم کو دیکھ کر خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

علامہ جاقظ بھری (ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب بن فزارة البغدادی)
الکوفی جو عثمانی مسلک اور اموی مذہب رکھتا تھا اور جو خالص عمری
الشیعہ تھا (ادب الجاہل للعلامہ حسن السدوقی ص ۱۸ طبع مصر) اور

جو عربوں کی جاوید حمایت کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے
"معن الجہلی" کے دل میں جاحظ کی محبت اس حد تک پہنچ گئی کہ شہر بھرہ کو
اس کی طرف منسوب کر کے "بلد الجاحظ" (فی البھرہ ص ۱۸) کے نام
سے یاد کرتا ہے۔ وہ بھی کسی طرح اس ظلم و ستم سے انکار نہ کر سکا۔ بلکہ
ان الفاظ کے ساتھ اقرار کرنے کے لئے مجبور ہوا:۔

کان ابوسفیان فی عداۃ البنی
صلی اللہ علیہ وسلم و فی محاربتہ
لہ و اجلابہ علیہ و غمر و کا
ایاک و عرفنا اسلامہ کیف
اسلم و اخلاصہ کیف اخلاص
و معنی کلمتہ یوم الفتح حین
سرا فی الجبود و کلامہ یوم
حنین و قولہ یوم صعد بلال
علی الکعبۃ فاذا ن، علی ائمہ
ائمہ اسلم علی ید العباس و
العباس هو الذی منع الناس
من قتله و جاء بہ ردیفاً
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و سألہ فیہ ان یشرفہ دان
یکرمہ و ینوہ بہ و تلت
ید بیضا و نغمۃ علی و مقام
مشہود و یوم حنین غیر
محمود۔ فکان جن ابی ہاشم
من بنیہ ان حاربوا علیاً و
سمو الحسن و قتلوا الحسین
و حملوا النساء علی الاقباب
حداس و کشفوا عن عورتہ
علی بن الحسین حین اشکل
علیہم بلوغہ کما یصنع الذہاری
المشیقین اذا دخلت دہم
عندہ

ابوسفیان رسول اللہ کی دشمنی اور
حضرت سے جنگ اور جڑھالی کرنے
میں ممتاز تھا۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ
وہ کیونکر اور کن حالات میں سلمان
بنا اور اسلام قبول کرنے میں کتنا
خلاص تھا۔ فتح مکہ کے دن شکر اسلام
کو دیکھ کر جو کلمہ اس نے نکالا تھا اس
کا مطلب بھی سمجھتا ہوں۔ اس طرح
غور و حنین میں اس نے جو کچھ کہا
اور جب بلال پہلی مرتبہ کعبہ کی
جھک پر اذان دینے لگا۔

اس وقت اس نے جو کچھ کہا یہ سب
معلوم ہے (جس سے اس کے ہاتھ
پر روشنی پڑتی ہے۔ اور نفاق ظاہر
ہوتا ہے) عباس کے ہاتھ پر یہ سلام
لایا۔ اور عباس ہی نے اس کو مسلمانوں

کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچایا اور
اپنی سواری پر ساتھ بٹھلا کر رسول اللہ
کے پاس حاضر کیا۔ اور آنحضرت
سے سفارش کی کہ اس کو عزت بخشیں۔

کیا ان احسانات کا بدلہ ہی تھا کہ اولاد
ابوسفیان حضرت علی سے جنگ کرے
امام حسن کو زیر کرے۔ اور امام حسین
کو شہید کرے اور زنان اہلبیت کو
اسیر و بے پردہ کر کے کجاوہ ہائے

عریاں پر سوار کرے اور حضرت علی بن حسینؑ زین العابدین سے ایسا سلوک کرے جیسا کہ اولادِ مشرکین کیا تھ

ان کو مفتوح کر کے کیا جاتا ہے ؟

دوسری جگہ جا خط رسالہ فی بنی امیہ میں لکھا ہے :-

کیف یضع بنو القصب بین
ثینتی الحسین رضی اللہ عنہ
وحل بنات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حواس علی الاقناب
العاسیۃ والابل الصواب
والکشف عن عورة علی بن
الحسین عند التک فی بلوغہ
علی اثم وجہ وہ وقد ابنت
قتلہ وان لہ یکن ابنت حلوة
کیا یضع امیر حبش المسلمین
بن رادی المشرکین ؟

(رسائل جا خط رسالہ فی بنی امیہ ص ۲۹ طبع مصر)

اگر یہ مظالم شعوب بین غم و مائدین عرب کے مجبولات سے ہوتے تو
جا خط عثمانی خاموشی کے ساتھ اس کو قبول نہ کرتا اور ان حرکات پر بنی امیہ کو
لزم نہ قرار دیتا۔ تنہا جا خط ہی نہیں بلکہ مشہور مورخ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم
بن قتیبہ متوفی ۲۷۰ھ جس کو عربوں کی حمایت و وکالت کرنے میں شہرت
حاصل ہے اور جس نے شوبی رجحانات کی رو میں ایک خاص کتاب جو
”تفصیل العرب“ کہی۔ (عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی جلد دوم ص ۲۶۴
طبع مصر) جس نے اپنی اموی نواز نوہنیت کی وجہ سے واقعات کو بڑا
پر پردہ ڈال کر یزید کو بچاتے ہوئے چند سطروں میں مقتل الحسین کو
لکھا ہے۔ وہ بھی اس کی جرأت نہ کر سکا کہ اہلبیتؑ کی اسیری سے
انکار کرتا۔ مختصر الفاظ میں یہی لیکن اس کو یہ لکھا پڑا۔

واسی دناکم و فیکم فاطمہ
بنت الحسین بن علی و فیکم محمد
بن علی و ابنا جعفر و علی
بن الحسین بن علی، قال و
ذکر ان ابامعشر قال عد

محمد بن الحسین بن علی قال
دخلنا علی یزید و نحن اثنا
عشر غلاما مغفلین فی الحد
وعلینا قمص۔

ر کتاب الامامة والسیاسة

جلد دوم ص ۲۱

طبع مصر

اسی طرح ایک مشہور اموی مورخ شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ
مالکی متوفی ۳۲۰ھ نے اپنی کتاب عقد الفرید میں مقتل الحسینؑ کو
ہنایت اختیار سے بنی امیہ کے نقطہ نظر سے کاٹے چھانٹ کر دکھا ہے
اور یزید کو بری کرنا چاہا ہے لیکن وہ بھی ابن قتیبہ کی طرح اسیری
اہلبیتؑ کو لکھنے کیلئے مجبور ہو گیا۔

”فقال لہ علی بن الحسین و
کان من السببی“

”محمد بن حسین بن علی بن ابیطالب کہتے

بن ابیطالب قال انا بنو یزید

بن معاویۃ بعد ما قتل الحسینؑ

و نحن اثنا عشر غلاما وکان

اکبرنا یومئذ۔ ”رحل اہل

الاشام بنات رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سبایا علی

اقناب الابل فلما دخلن

علی یزید قالت فاطمہ بنت

الحسینؑ یا یزید ابنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبایا۔

”واسر اثنا عشر غلاما من

بنی ہاشم فیکم محمد بن الحسینؑ

و علی بن الحسینؑ و فاطمہ بنت

الحسینؑ۔

(عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی جلد

ص ۱۳۱ طبع مصر)

بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بن حسینؑ نے
کہ ہم یزید کے دربار میں داخل کئے
کئے در آنجا لیکہ شمار میں ہم بارہ
فرزندان ہاشم تھے جو لوہے کی زنجیر
سے جکڑے ہوئے تھے اور معمولی
قیدیوں کی طرح صرف ایک کڑیا ہم
پر تھا۔“

اسی طرح ایک مشہور اموی مورخ شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ
مالکی متوفی ۳۲۰ھ نے اپنی کتاب عقد الفرید میں مقتل الحسینؑ کو
ہنایت اختیار سے بنی امیہ کے نقطہ نظر سے کاٹے چھانٹ کر دکھا ہے
اور یزید کو بری کرنا چاہا ہے لیکن وہ بھی ابن قتیبہ کی طرح اسیری
اہلبیتؑ کو لکھنے کیلئے مجبور ہو گیا۔

”فقال لہ علی بن الحسین و
کان من السببی“

”محمد بن حسین بن علی بن ابیطالب کہتے

بن ابیطالب قال انا بنو یزید

بن معاویۃ بعد ما قتل الحسینؑ

و نحن اثنا عشر غلاما وکان

اکبرنا یومئذ۔ ”رحل اہل

الاشام بنات رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سبایا علی

اقناب الابل فلما دخلن

علی یزید قالت فاطمہ بنت

الحسینؑ یا یزید ابنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبایا۔

”واسر اثنا عشر غلاما من

بنی ہاشم فیکم محمد بن الحسینؑ

و علی بن الحسینؑ و فاطمہ بنت

الحسینؑ۔

(عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی جلد

ص ۱۳۱ طبع مصر)

ابو الفرج اصفہانی جو مروانی النسل و اموی الاصل اور دشمن اہلبیتؑ
مورخ ہے وہ بھی لکھتا ہے "وحمل اھلہ اسری" اور امام حسینؑ
کے اہلبیتؑ قید کر کے لے جائے گئے اور قتال الطالبین ص ۵۷ طبع عراق
اس کے بعد اس کے اہلبیتؑ کے ناموں کی تصریح کی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ابن سعد کے پاس کہ بلا میں پہلے ہی سے یہ حکم پہنچ
چکا تھا کہ "ابن شہم الی" کا لاساری حتیٰ یقاتل الناس ھدیبتی"
"اہلبیتؑ حسینؑ کو قید کر کے ہمارے پاس روانہ کر تاکہ لوگوں پر
میری حکومت کی ہیبت و رعب چھا جائے۔ اس کی تعمیل میں ابن
سعد نے یہ حکم دیا:۔

فامر عیسیٰ بن سعد بن ابی ذوقہ امام حسینؑ کے اہلحرم اور بہنوں
بان یحییٰ حرم الحسینؑ و عیالہ کو سر پر بندہ، کھلے منہ، خالی پیٹ
و احوائہ حاصلات الرؤس بھوکا پیاسا بے پردہ کے کجاوے
کاشفات الوجہ جالیعات اونٹ پر بٹھلا کر لیجا یا جاوے
البطون علی اقباب بعیثین تاکہ لوگوں کا نگاہ ان پر پڑے
وطاع ینظر الناس الھن۔

(کتاب الجاسس ابواللیث نصر بن محمد و فقیہ المتوفی ۳۵۰ھ
ورق ۲۴۹ مخطوط کتب خانہ نادر الملة طاب ثراہ)

بہر حال تمام مورخین نے با الفاظ مختلفہ اس کو لکھا ہے:۔

وساق القوم حرم رسول اللہ "اشقیاء رسول اللہ کے اہلبیتؑ
صلی اللہ علیہ وسلم کما تساق کو قیدیوں کی طرح ہٹا کر لے گئے
الاساری حتیٰ اذا بلغنا بهم جب اس طرح اہلحرم کو نہ پہنچے
الکوفة فخرج الناس ینظرین تو لوگ ان کا تماشا دیکھنے کیلئے
یہم علی بن الحسینؑ من یض نکل پڑے اور امام زین العابدینؑ
بغول مکبل بالحدید وقد شدت مرض سے بالکل نحیف و لا عمر
تھکتہ العلة۔

(قتل الحسینؑ موفق بن احمد انہی طوق ذنوبہ خیر سے گرا نہار اور
جلد دوم ص ۵۷) جگر طے ہوئے تھے۔

علامہ ابو اسحق اسفرائینی لکھتے ہیں:۔

فما روا علی آفتاب الجبال بغیر "اشقیاء رسول اللہ کے اہلبیتؑ کو
عطاء و لاوطام مکشوفات دشمنوں کے مجمع میں کھلے ہوئے

الوجہ بین الاعداء و چہروں کے ساتھ برہنہ سر بے پردہ
ساقوہم کما تساق سبا یا کجاوے دار اونٹ پر سوار کیا اور
الوعد فی شرا المصائب و قیدیوں کی طرح ہٹا کر لے گئے جس طرح
الھوم۔" (نور العین فی قتل رومی کافر قیدی انتہائی مصائب کے
الحسین ص ۴۹ طبع مصر ساتھ ہٹا کر لے گئے ہیں۔
مسلم الجصاص نے اس کے اہلبیتؑ کو جس حالت کو نہ میں مشاہدہ
کیا ہے اس کو وہ بیان کرتے ہیں:۔

وبعد قلیل اقبلت الجبال و دیکھو اونٹ آئے جن پر امام حسینؑ کے
علیہا حرم الحسینؑ والشہداء اہلحرم بے پردہ بیٹھے ہوئے تھے۔
وہم بغیر و طام و لا عطاء امام زین العابدینؑ ایک اونٹ پر
وزین العابدینؑ سر کبھی پر تھے۔ اور بہت کمزور تھے۔ میں
بعید و هو ضعیف و مرایت نے دیکھا کہ ان قیدیوں کی رائیں
افخاذہم تشخب دماً۔ خون سے تر تھیں۔
(نور العین ص ۴۹)

کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی، ابن صباغ مالکی، مومن شبلنجی
ابن جرکی وغیرہم نے بھی اس کی تشریح کی ہے "ساقوا الحرید
والاطفال کما تساق الاساری" اہلحرم و اطفال اہلبیتؑ مثل
قیدیوں کے ہٹا کر لے گئے۔ (مقول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۰۲،
نور الابصار شبلنجی ص ۱۴۶ طبع مصر، صواعق محرقة ابن جرکی ص ۱۱۹ طبع مصر
مطالب السؤل ابن طلحہ الشافعی ص ۲۵۹ طبع لکھنؤ)۔

اہلبیتؑ کی اسیری و قید کی انتہا عرف کو نہ ہی تک نہیں رہی
بلکہ یہ اسیران محن و شق شام تک اس طرح گرفتار بلا رہے۔
علامہ سبط ابن الجوزی، ابو محمد عبد الملک بن شام الخوی البصری
کی کتاب سیرۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

لما انفذ ابن زیاد اس "ابن زیاد نے امام حسینؑ کے سر بریدہ
الحسینؑ الی یزید بن معاویہ کو مع قیدیوں کے جو ریمان سے
مع الاساری موقوفین فی بندھے ہوئے تھے یزید کے پاس
الجبال مخم نساء و صبیان و شق روانہ کیا۔ ان قیدیوں میں
و صبیات من بنات رسول اللہ عورتیں، لڑکے، لڑکیاں تھیں
عنی آفتاب الجبال موقوفین جو اولاد رسولؐ تھیں۔ یہ قیدی

مکشفات الوجوه والرؤس۔ کجاوے سے جکڑ دیئے گئے تھے اور انکے سر اور چہرے کھلے ہوئے تھے۔

”وكان علي بن الحسين والنساء موثقين في الجبال فناداه علي يا يزيد ما ظنك برسول الله وانا موثقين في الجبال عرايا على اقطاب الجبال فلم يبق في القوم الا من بقي“

(تذکرہ خواص الامہ ص ۱۲۹) ہیں۔ اور کجاوہائے شتر پریاں ہیں یہ سب لوگ رونے لگے۔

موفق بن احمد کی خطب خوارزم لکھتے ہیں۔

ثم دعا عبید اللہ بن زیاد ”ابن زیاد نے زحر بن قیس صغفی کو زحر بن قیس الجعفی فاعطاه بلا کر امام حسین اور دیگر شہداء اس حسین ورسوس اخو کے سرہائے بریدہ کو دمشق لپکاے واهل بیتہ وشیعہ و دعا علی کے لئے سپرد کیا۔ اور اس کے بن الحسين فحمل عماتہ ساتھ امام زین العابدین اور واخوانہ وجميع نساءهم مع آپ کی بھوپھیوں، بہنوں اور من الكوفة الى بلد الشام دیگر زنان اہلبیت کو بے پردہ علی محامل بغیر وطاء من بدیہ علی

ومنزله الى منزل كما تشاق گئے۔ یہ قیدی راہ میں ایک

الترك والديلم“ ”دردی شہر سے دوسرے شہر اور ایک

ايضا ان السباي لما دروا مقام سے دوسرے مقام تک

صدنية دمشق ادخلوا من ترک و دیلم کے کافر قیدیوں کی طرح ہٹکائے جاتے تھے اور

باب يقال له باب لومان ثم اتى بهم حتى اقيموا على درج جب یہ قیدی وارد دمشق ہوئے تو باب لوما سے داخل کئے

يقام السبي“ ”تم اتی بهم حتی ادخلوا عنی یزید قتل اول من دخل شمر بن ذی الجوشن بعلي بن الحسين معولة يده

الى عنقه“ ”کرایا۔ پھر یہاں سے دربار یزید میں (مقتل الحسين الخوارزمی نے کئے۔ سب سے پہلے شمر ملعون جلد ۲ ص ۵۵، ۵۶، ۵۷ امام زین العابدین کو جنکے ہاتھ پشت گردن کی طرف زنجیر اور ہتھکڑی سے بندھے تھے دربار میں لایا۔“

ابن صباغ مالکی، و من شبلنجی لکھتے ہیں :-

فلما دخلوا بهم عنی عبید اللہ بن زیاد نے زحر بن قیس کی سرگردگی میں اسراے اہلبیت

الحسين معهم الى الشام الى یزید بن معاویہ مع شخص کو مع سر امام حسین علیہ السلام

یزید بن معاویہ مع شخص یزید ملعون کے پاس روانہ کیا۔

يقال له زحر بن قيس ومعه زنان اہلبیت اہل بچوں کو کھڑے

جماعة هدم قد هم وارسل کجاووں پر بٹھایا۔ ان کے

بالنساء والصبيان على اقطاب ہمراہ امام زین العابدین بھی تھے

ومعهم عنی بن الحسين و قتل جن کا گلا اور ہاتھ زنجیر سے

جعل ابن زیاد الغل في يده بندھا ہوا تھا۔ اور اسی حال

وعنقه ولم يزلوا ساكنين ہم علی تلک الحالۃ الى ان وصلوا الشام“

(فصول المحمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۲۷ نور الابصار شبلنجی طبع مصر) عباس محمود العقاد مصری نے لکھا ہے :-

۲۰ رسل النساء والصبيان علی ”ابن زیاد نے عورتوں اور بچوں الاقطاب وفي المركب علی کو کھڑے کجاوے پر بٹھا کر بھیجا اور

زين العابدین وید اہل بچوں ایک ارنٹ پر امام زین العابدین تھے جن کے ہاتھ زنجیر سے پشت گردن

ذی الجوشن و مخضربن ثعلبة کی طرف بندھے تھے۔ ان کو شمر بن

(ابو الشہداء ص ۲۰) ذی الجوشن و مخضربن ثعلبة ہٹکا تا

طبع مصر) ہوا لایا۔“

علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی کتاب الاما

بحب الاثران میں لکھتے ہیں :-

ثم اسرسل بها الى یزید ”حضرت کے سر پریدہ کے ہمراہ

بن معاویہ وادسل معہ
الصبيان والنساء مشدودین
علی اکتاب الجمال موثوقین
بالجمال والنساء مکشفات
الوجوه والروس، و فی
عنق علی بن الحسین ویدک
العلی

بچے اور عورتیں تھیں جو اونٹ
کے کجاووں میں جکڑی ہوئی
اور رسیوں سے بندھی ہوئی
تھیں۔ یہ عورتیں کھلے چہرے
اور برہنہ سر تھیں۔ اور امام
زین العابدین کے ہاتھ اور
گلے میں زنجیر تھی۔

(کتاب الاتحاف ص ۱۷ طبع مصر)

اسی کتاب کے ص ۲ پر علامہ شیرازی لکھتے ہیں :-

ومن عجائب الہر لشیعة
وحدادته القطیعة ان یحمل
آل البنی صلی اللہ علیہ وسلم
علی اکتاب الجمال موثوقین
بالجمال والنساء مکشفات
الوجوه والروس من الحر
الی ان دخلوا دمشق فاقیموا
علی ورجع الجامع حیث
یقام الاساسی والسبی

در زمانہ کے دردناک حادثات
اور عجائبات فلک کج رفتار میں
سے یہ بھی ہے کہ آل رسول بے پردہ
کھڑے کجاووں پر رسیوں سے
بندھے ہوئے کوفہ سے دمشق
تک لائے گئے اور دمشق پہنچ کر
جامع مسجد کے اس چبوترہ پر
ٹھہرائے گئے جہاں عام طور سے
قیدی و غلام ٹھہرائے جاتے تھے۔

علامہ سید ابن طاووس تحریر فرماتے ہیں :-

قال ثم استشار اهل الشام
فیما یصنع بهم فقالوا لا تلخذوا
من کلب سوء جبروا فقال
له النعمان بن بشیر انظر
ماکان الرسول یقعہ
یہم فاصنعہ بهم
فانظر رجل من اهل الشام
الی فاطمہ بنت الحسین فقال
یا یزید لہب لی ہذا الجا
فقلت فاطمہ لعمری یا عتمة
ادمت واستخدمت فقلت

در یزید نے اہل شام سے مشورہ
کیا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جاوے
ان لوگوں نے (شامیوں کے
قول کا ترجمہ نہیں کیا جاسکا غلام
ادب ہے مطلب یہ کہ ان کے
ساتھ نیکی نہ کہو بلکہ قتل کر دو)
نعمان بن بشیر نے کہا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم جو برتاؤ کرتے تھے
تو بھی ان کے ساتھ وہی عمل کرو۔
یہ شورہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے
میں ایک شامی نے فاطمہ بنت حسین

ساینب لاجباً ولاکرامۃ
لہذا الفاسق فقال الشامی
من ہذا الجارسیۃ فقال
ہذا فاطمہ بنت الحسین
وتلک زینب بنت علی
فقال الشامی الحسین بن
فاطمہ وعلی ابن ابیطالب
فقال نعم۔ فقال الشامی
لعنک اللہ یا یزید تقتل
عترة نبیک ولسبی
ذریۃ یتہ واللہ ما توہمت
الا انھم سبب الدوم
فقال یزید واللہ لا
لحقنک ہم ثم امر بہ
فصربت عنقہ

کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس کینز کو
مجھے بخش دے، فاطمہ نے اپنی
بھو بھئی سے عرض کیا، یتیم تو ہو ہی
گئے تھے اب کینزی میں دیدیئے
جائیں گے؟ جناب زینب نے
فرمایا اس فاسق کی یہ مجال نہیں
شامی نے پوچھا یہ کینز کون ہے؟
یزید نے کہا فاطمہ بنت حسین اور یہ
زینب بنت علی ہے۔ شامی نے
کہا حسین بن فاطمہ اور علی بن ابیطالب
یزید نے کہا ہاں۔ اے سنکر شامی
نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے اس
یزید! عسرت نبی کو قتل کرتا ہے
اور ان کی ذریت کو قیدی بناتا ہے
مجھے تو یہ گمان تھا کہ یہ رومی قیدی
ہیں! یزید نے کہا میں تجھے بھی

(اللعنف ص ۱۷)

انھیں سے ملائے دیتا ہوں۔ اس کے بعد

حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔

و شق میں جس قید خانہ میں اہلبیت کو رکھا گیا تھا اس کے

معلق علامہ ابن طاووس بتلاتے ہیں :-

ثم امرهم الی منزل لا
یکتم فی حر ولا سرد
فاقاموا فیہ حتی تقشرات
وجوہہم

و وہ ایسی جگہ تھی جہاں دھوپ
اور ٹھنڈک سے کوئی بچاؤ نہ تھا
دن کی دھوپ اور رات کی دوس
سے سابقہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

(الہیوف ص ۱۷)

سردیوں کے پوست پھٹ پھٹ کر اتر گئے
مرد و عورت بالاشواہد کے بعد کیا اب بھی یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے
کہ اہلبیت مقید و اسیر نہیں ہوئے۔ اور نہ ان کے ساتھ وہ مظالم
برتے گئے جو بیان کئے جاتے ہیں۔ میں نے جو شواہد پیش کئے ہیں
سوائے سید ابن طاووس کے سبب سب فرقہ اہلسنت سے تعلق رکھتے
تھے۔ اور اکثر اصل و نسل کے اعتبار سے عرب میں سید ابن طاووس

کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ ان کا بیان خصوصیت سے ایسے شیعوں پر حجت ہو جو اس پر و پگنڈے کا شکار ہو رہے ہیں کسی دوسرے شیعوں کا حوالہ بھی دیا جاسکتا ہے لیکن سید ابن طاووس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خالص عراقی النسل عراقی ہیں اور جن کی علمی و ادبی اور ملکی کارناموں کی بنا پر آج تک اہل عراق ناز کرتے ہیں اور جن کا تذکرہ عراق کی قومی تاریخ میں مفاخر عرب کے ضمن میں کیا جاتا ہے۔ اور جنہوں نے ہلاکو کے حملہ بغداد کے موقع پر بین النہرین بنے والے عشائر و قبائل عرب کو مغلوں کی خون آشام تلوار سے بچایا۔ اس لئے ان کے بیان کی اہمیت

قوم پرست عراقیوں میں یقیناً ہونی چاہئے۔
(معن العجلی صاحب ان میں سے کن کن کتابوں کو جلائیں گے اور کہاں کہاں؟ کیا ان کے خیال میں کل عالم گوہر کے اندر سمایا ہو نہ ہے؟ جن کے وہ کپڑے ہیں؟ موصوف اگر ٹھنڈے دل سے غور کو نیگے تو معلوم ہو گا کہ یہ "جذبہ و طغیت" نہیں ہے بلکہ "حمیت جاہلیت" ہے۔ ائمہ اسلامیہ کی قیمت کسی ایک خطہ کے ساتھ وابستہ نہیں کی گئی ہے۔ کاش ہمارا کوئی بھائی (خصوصاً جو نجف میں ہیں) اس مقالہ کا عربی ترجمہ کر کے کسی عراقی رسالہ میں شائع فرمادیتا جس سے ان انتہا پسند عربوں کو معلوم ہو جائے کہ عالم اسلام میں ان کے ان جاہلانہ خیال کو کس نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ (ادارہ تحریر)

سفر از محرم نمبر (ڈھاکہ)

پہلی بار نہایت شاندار، بصیرت آموز تحریر و ادب حقیقت افزہ تصویریں کیا شائع ہو رہی ہیں۔ اگر آپ مستقل خریدار نہیں ہیں تو بھرے رکاوٹ ارسال کر کے اس خاص نمبر کو جلد از جلد حاصل کر لیجئے۔

المشتہر: منیجر ہفتہ وار سفر از
ڈھاکہ مشرقی پاکستان۔

بانی و کلی روشنی لکھنؤ

شاندار و گراں پایہ محرم نمبر

قومی صحافت کی دنیا میں ایک نیا نشان منبر، جس تک ہنوز کوئی دوسرا نہیں پہنچا، منتخب لکھنے والوں کے چیدہ مقالات و منظومات اشار و مناظر عزا داری کے بکثرت تازہ ہلاک صفحات اتنے کہ پڑھتے جا بیٹے اور ختم نہ ہوں، قیمت صرف (عشر) مستقل خریداروں کو بلا قیمت

ذیل کے پتہ پر آج ہی آرڈر روانہ فرمائیے

منیجر "روشنی" نظامی پریس لکھنؤ